۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ کو ہونے والے مدنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ

ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط: 106)

اَپنی مُصیبت دوسرے کو بتانا کیسا؟

- کیا سیلفی لیتے ہوئے مرنا خودکشی ہے؟ 4
- خوف دُور کرنے کا رُوحانی علاج 7
- جان کا صدقہ کس چیز سے دینا بہتر ہے؟ 10
- بغیر اجازت ابو کی بائیک چلانا کیسا؟ 14

ملفوظات:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَپنی مُصیبت دوسرے کو بَتانا کیسا؟[1]

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۱۵ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: قیامت کے دِن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زِیادہ مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا ہوگا۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

اپنی مصیبت دوسرے کو بتانا کیسا؟

سُوال: صبر اور برداشت میں کیا فرق ہے؟ کیا اپنی پریشانی بھی کسی کو نہیں بتا سکتے؟ (محمد عامر عطاری۔ کولمبو سری لنکا)

جواب: غالباً صبر کا معنیٰ اُردو میں برداشت کرنا ہی ہوتا ہے۔ رہا سوال کہ "اپنی مصیبتیں دوسروں کو بتانا" اِس میں بعض اَوقات بے صبری سامنے آجاتی ہے۔ اگر کوئی کسی بزرگ، اِمام مسجد یا عالِمِ دین کو اپنی مصیبت اِس لئے بتا رہا ہے تاکہ وہ اُس کے لئے دعا کریں، یا کسی ڈاکٹر کو بتا رہا ہے تاکہ وہ اُس کی بیماری کا عِلاج کرے اور اِتنا بتا رہا ہے جتنا بتانے کی حاجت ہے تو یہ بے صبری میں نہیں آئے گا اور ثواب بھی ضائع نہیں ہوگا۔ بعض لوگ ڈاکٹر کو اپنی بیماری بتاتے ہوئے بھی بہت مُبالغہ کرتے ہیں۔ بخار ہوا ہے تو کہیں گے کہ "شدید بخار ہے۔" درد ہو رہا ہے تو کہیں گے کہ "شدید درد ہے۔" اگر شدید ہے تو شدید کہنے میں حرج نہیں ہے، لیکن بعض اَوقات ایسا ہوتا نہیں ہے۔ پہلے کہا کرتے تھے کہ "دواخانے جا رہا ہوں، یا

---

1 ...... یہ رِسالہ ۱۶ جُمادَی الاُولیٰ ۱۴۴۱ھ بمطابق 11 جنوری 2020 کو عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے، جسے اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ کے شعبہ "ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت" نے مُرتّب کیا ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

2 ...... ترمذی، کتاب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ۲/۲۷، حدیث: ۴۸۴۔

www.dawateislami.net

امّی کو دواخانے لے جا رہا ہوں۔“ اب کہتے ہیں کہ ”امّی کو ہسپتال لے جا رہا ہوں“ کیونکہ ہسپتال کا نام بھاری ہے، اِس لئے ہمدردی لینے کے لئے یہ لفظ اِستِعمال کیا جاتا ہے، حالانکہ اِس کی جگہ کلینک بھی بولا جا سکتا ہے۔ ہسپتال کا نام سُن کر آدمی تھوڑا چونکتا ہے، اِس لئے اگر کبھی ہسپتال جا بھی رہے ہوں تو یہ وضاحت کر دینی چاہیے کہ ”صرف چیک اپ کے لئے ہسپتال جا رہا ہوں۔“ اپنی مصیبت ضرورتاً بیان کر سکتے ہیں، بڑھا چڑھا کر اور مبالغے کے ساتھ بیان نہ کی جائے۔

بعض لوگ ویسے نارمل ہوتے ہیں، لیکن دوسرے کے دیکھتے ہی بیمار جیسا مُنہ بنا لیتے اور بیماری والا انداز اِختِیار کر لیتے ہیں۔ میں ایک جگہ کسی کی عِیادت کے لئے گیا، وہ اچھا خاصا بیٹھا ہوا تھا، لیکن مجھے دیکھتے ہی لیٹ گیا اور چادر تان لی، اب اُس کا نصیب کہ میں اُسے دیکھ چکا تھا۔ بہر حال! میں نے بھی اُسے کچھ نہیں بولا کہ ”ڈرامہ چھوڑو!“ تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو، لیکن ظاہر ہے کہ یہ ڈرامہ ہی تھا کہ کوئی عیادت کرنے آئے تو اُسے بیمار بن کر دکھاؤ، تاکہ وہ خوب ہمدردیاں کرے۔ جو اپنے بیمار ہونے کا جھوٹا اظہار کرتا ہے اُس کے لئے حدیثِ پاک میں وعید موجود ہے کہ وہ جیسا اِظہار کر رہا ہے، کہیں ویسا ہی بیمار نہ ہو جائے۔[1] اِس لئے اگر کسی کے سامنے اِظہار کرنا ہے تو اُتنا ہی کریں جتنا کرنے کی ضرورت ہے۔ آج کل لوگ ہر طرح کی بیماری بلکہ معیوب بیماریوں کا بھی اِظہار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ایک دور وہ تھا کہ پیٹ میں بھی درد ہوتا تو بتاتے ہوئے شرماتے تھے۔ ہاں! ضرورتاً ڈاکٹر کو بتایا جا سکتا ہے، لیکن اُسے بتانے میں بھی اچھے الفاظ کا انتخاب کیا جائے کہ ”تھوڑا پیٹ کا مسئلہ ہے۔“ حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه نے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن عبدُ العزیز رَضِیَ اللهُ عَنْهُ کے بغل مُبارک میں پھوڑا ہوا تھا۔ کسی نے آزمانے کے لئے کہ دیکھو! یہ کیا جواب دیتے ہیں؟ پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاتھ کے اندر کی طرف پھوڑا ہوا ہے۔“[2] آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه لفظ ”بغل“ بولنے سے بھی شرمائے۔ ہم میں سے کوئی ہوتا تو شاید بغل اُٹھا کر دِکھا بھی دیتا۔ ہمارے ہاں تو جہاں جہاں تکلیف ہے بعض اَوقات وہاں کا پورا نقشہ کھینچ کر بتایا جا رہا ہوتا ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو ”عثمانِ باحیا“ کا صدقہ نصیب

---

1. ......فردوس الاخبار، باب اللام والالف، ۲/۴۲۱، حدیث: ۷۶۲۴۔
2. ......احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ السابعۃ، ۳/۱۵۱۔ احیاء العلوم (مترجم)، ۳/۳۷۳۔

www.dawateislami.net

فرمائے اور شرم و حیا کی دولت عطا کرے۔ امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ایسے باحیا تھے کہ بند کمرے میں بھی لباس تبدیل کرتے ہوئے شرم کے مارے سکڑ جاتے تھے۔[1]

بِلا ضرورت تکلیف کا اِظہار نہ کیجئے

سُوال: بعض اَوقات انسان جب کسی کے سامنے خوب گِلے شِکوے کرتا ہے اور سامنے والا نرمی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "صبر کیجئے!" تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ "بس جی، صبر ہی تو کر رہے ہیں۔" ایسوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(رُکنِ شوریٰ ابو الحسن حاجی محمد امین عطّاری)

جواب: حدیثِ پاک میں ہے کہ "صبر تو اوّل صدمے میں ہوتا ہے۔"[2] بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے۔ اِس لئے جیسے ہی تکلیف آئے بندہ بولے نہیں، بس چُپ ہو جائے اور اپنی باڈی لینگویج سے بھی ایسا اِظہار نہ کرے کہ سامنے والا سمجھ جائے کہ اِسے کوئی تکلیف ہے، کیونکہ اگر کوئی بھلے چُپ رہے، لیکن مُنہ بگاڑے، آہ، اُوہ کرے تو ظاہر ہے کہ سامنے والا پوچھے گا کہ کیا ہوا؟ ایسے میں بندہ بولے کہ خود تھوڑی بتایا ہے، اِس نے پوچھا ہے تو بتایا ہے، حالانکہ اپنے جسم یا چہرے پر بورڈ چڑھا رکھا تھا کہ مجھ سے پوچھو کہ کیا تکلیف ہے؟ جبھی اس نے آکر پوچھا ہے۔ یُوں طرح طرح کی ٹیکنیک ہوتی ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔[3] (یعنی اَعمال کا دار و مَدار نیّتوں پر ہے)۔ بِلا ضرورت کسی کے سامنے تکلیف کا اِظہار کرنے سے صبر کی منزل ہاتھ سے نِکل جاتی ہے۔ اور یہ بہت مشکل کام ہے، کیونکہ اگر کسی کا موبائل چِھن جائے یا جیب کٹ جائے تو وہ مسکراتے ہوئے چپ چاپ مَدَنی مُذاکرے میں شرکت نہیں کرے گا، بلکہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر بولے گا کہ "میرا موبائل گَن پوائنٹ پر لے لیا، مجھے مارنے کی دھمکی دے رہے تھے، جھگڑا کرتا تو فائر کر دیتے" یُوں بندہ ہمدردیاں حاصل کرتا ہے۔ بعض اَوقات مصیبت سُن کر بھی سامنے والے کے کان پر جُوں تک نہیں رینگتی اور بندے کی ناک کٹ جاتی ہے،

[1] ...... مسند امام احمد، مسند عثمان بن عفان، ۱/ ۱۶۰، حدیث: ۵۴۳۔

[2] ...... بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ۱/ ۴۳۳، حدیث: ۱۲۸۳۔

[3] ...... بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، ۱/ ۶، حدیث: ۱۔

www.dawateislami.net

سامنے والا صرف "اچھا" کہہ کر نکل جاتا ہے، اِس لئے بندے کو کیا بولنا! اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی جائے اور دُعا مانگی جائے، دُعا مانگنا بے صبری نہیں ہے۔ گھر میں چوری ہو جائے، یا آگ لگ جائے یا کوئی نقصان ہو جائے یا بچّہ اور ماں باپ بیمار ہو جائیں تو بِلا ضرورت کسی کو نہ بولیں، بولنا پڑے تو ضرورتاً بولیں۔ 100 کو بتانے کی ضرورت ہے تو 100 کو بتائیں ورنہ ایک کو بھی نہیں۔ مثلاً گھر میں کسی کا اِنتقال ہونا ایک مصیبت ہے، بلکہ بندے پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے۔ اب ایسے میں بندہ لوگوں کو اِس مصیبت کا بتائے گا، کیونکہ وہ جمع ہوں گے اور جنازہ پڑھیں گے۔ یہ صُورت ٹھیک ہے۔ اِس میں بھی رونے دھونے اور ایسے اَنداز سے غم ظاہر کرنے سے بچنا ہو گا جسے بے صبری کہا جائے۔ آنسو بہنا بے صبری نہیں ہے، کیونکہ یہ خود بخود آ رہے ہیں۔ ایسی کیفیت نہ بنائے کہ جس سے خوب غم کا اِظہار ہو، جیسے عورَتوں میں یہ عادت زیادہ ہوتی ہے کہ اکیلے ہوں گی تو چُپ ہوں گی، لیکن جیسے ہی کوئی مِلنے یا تعزیت کرنے آئے گی تو رونا شروع کر دیں گی اور بتائیں گی کہ یہ ہو گیا ہے۔ اس طرح کے اثرات کچھ مَردوں میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ یہ بے صبری ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو حقیقی معنوں میں صبر عطا فرمائے۔ صبر جنت کا خزانہ ہے۔ کاش! ہم کو نصیب ہو جائے۔ نفس و شیطان صبر کرنے نہیں دیتے، کیونکہ جنّت کا خزانہ جب اِتنی آسانی سے مِل رہا ہو گا تو نفس و شیطان کہاں حاصل کرنے دیں گے! ہم اللہ پاک سے توفیقِ خیر و بھلائی کی درخواست کرتے ہیں کہ ہم کو واقعی صبر عطا کر دے اور صبر کرنے والے اِمام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا صدقہ نصیب ہو جائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا سیلفی لیتے ہوئے مَرنا خود کشی ہے؟

سُوال: جو لوگ بلند مقامات سے سیلفی (Selfie) لیتے ہوئے گِر کر مَر جاتے ہیں، کیا اُن پر خود کشی کا حکم لگے گا؟

جواب: یہ لوگ جان بوجھ کر اپنی جان کو ختم نہیں کرتے، اِس لئے اِن پر خود کشی کا حکم نہیں لگے گا۔ البتّہ اِتنا ضرور ہے کہ ایسا کرنا اِن کے لئے شرعاً دُرست نہ تھا۔ قرآنِ کریم میں ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۛ﴾[1] (ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو)۔ یہ لوگ اپنی بہادُری بلکہ حماقت کے چکّر میں آ کر صرف یہ دِکھاوا کرنے کے لئے

[1] پ٢، البقرۃ: ١٩٥۔

www.dawateislami.net

کہ ”میں بڑا ہمت والا ہوں، دیکھو! میں نے کیسی سیلفی بنائی ہے“ اپنی جان خطرے میں ڈال دیتے ہیں اور بعض اَوقات موت کے مُنہ میں چلے جاتے ہیں۔ کوئی ٹرین سے کُچلا جاتا ہے تو کوئی چھت یا کسی عمارت سے گر پڑتا ہے۔ ”کچھ عرصہ پہلے ہند کی ایک ویڈیو Viral (یعنی عام) ہوئی تھی جس میں ایک مسلمان نوجوان شیر کے ساتھ سیلفی بناتے ہوئے اُونچی دیوار سے شیر کے پنجرے میں گِر گیا تھا اور شیر اُسے گھسیٹتا ہوا لے گیا تھا، لیکن اِس دوران اُس نوجوان کا ہارٹ فیل ہو چکا تھا۔“ اللہ پاک اس کی مغفرت فرمائے اور غریقِ رحمت کرے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سیلفی بہت خطرناک چیز ہے، البتّہ بعض اَوقات خطرناک نہیں بھی ہوتی، لیکن اِس کی وجہ سے لوگوں کو بس ایک مصروفیت مِل گئی ہے۔ موت اگر لکھی ہو تو کسی بہانے بھی آجاتی ہے اور اِنسان کو سمجھ نہیں پڑتی جس کی وجہ سے اِنسان کوئی ایسی حرکت کر گزرتا ہے اور پھر موت کے مُنہ میں چلا جاتا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اچھا شگون لینا کیسا؟

سُوال: اچھا شگون لینے کی کچھ مثالیں بیان فرما دیجئے۔

جواب: اچھا شگون لینا جائز ہے[1] اور لینا بھی چاہیے، اَحادیثِ مُبارکہ میں بھی اِس کا تذکرہ ہے۔[2] جیسے صبح سویرے کسی اچھے آدمی کا فون آگیا تو اِس سے یہ شگون لیا جاسکتا ہے کہ ”آج کا دِن اچھا گزرے گا۔“ گھر سے باہر نکلے اور کسی نیک آدمی سے ملاقات ہوگئی، اِس سے بھی اچھا شگون لیا جاسکتا ہے۔

تقدیر میں سب لکھا ہے تو محنت کیوں؟

سُوال: اگر تقدیر میں ہر چیز لکھ دی گئی ہے تو ہمیں محنت کرنا کیوں ضروری ہے؟ (علی رضا۔SMS کے ذریعے سُوال)

❖

1 ...... تفسیر نعیمی، پ۹، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۳۲، ۹/ ۱۱۹۔

2 ...... حضرتِ سیِّدُنا بُریدہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قبیلہ بَنُوْ سَہم کے 70 سُواروں کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: بُریدہ، تب رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی طرف مُڑ کر فرمایا: بَرَدَ اَمْرُنَا وَ صَلَحَ، ہمارا معاملہ ٹھنڈا اور اچھا ہوگیا، پھر فرمایا: تم کن لوگوں سے ہو؟ انہوں نے کہا: اَسْلَمْ سے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے فرمایا: سَلِمْنَا، ہم سلامتی سے رہیں گے، پھر فرمایا تم کس قبیلہ سے ہو؟ انہوں نے کہا: بَنُوْ سَہم سے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: خَرَجَ سَہْمُكَ (اے ابو بکر) تمہارا حصّہ نکل آیا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، بریدۃ الاسلمی، ۱/ ۲۶۳)

www.dawateislami.net

جواب: اگر تقدیر میں سخت سردی سے ٹھٹھر کر مَرنا لکھ دیا گیا ہے تو گرم کپڑے کیوں پہنتے ہو!! اگر قسمت میں چوری لکھ دی گئی ہے تو دروازہ بند کرنے کی کیا ضرورت ہے!! نوٹ اور سونے کے زیورات چُھپانے کی کیا ضرورت ہے!! دروازہ کھلا رکھو! سامان نکال کر گلی میں چھوڑ دو! تقدیر میں لکھا ہو گا تو چوری ہو جائے گا ورنہ چوری نہیں ہو گا، بلکہ کسی کو نظر بھی نہیں آئے گا۔ ساری باتوں میں آپ تدبیر کرتے ہیں، تقدیر پر نہیں چھوڑتے، لیکن بعض مُعاملات میں تقدیر پر چھوڑ دیتے ہیں، جیسے بعض بے باک قسم کے لوگ بولتے ہیں کہ ”یار! اگر تقدیر میں جنّت ہو گی تو مِل جائے گی، ورنہ دوزخ مِل جائے گی۔“ (مَعَاذَاللہ)۔ تقدیر کے معاملے میں بحث کرنے سے حدیثِ پاک میں حضرتِ سَیِّدُنا صدیق اکبر اور حضرتِ سَیِّدُنا فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کو بھی منع فرما دیا گیا تھا۔[1] اِس لئے تقدیر کے متعلق بحث نہ کی جائے۔ ہمارا کام بس اِتنا ہے کہ ”وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللہِ تَعَالٰی۔ یعنی بُری اور بھلی تقدیر اللہ کی طرف سے ہے۔“ ہمیں اللہ پاک کی رِضا پر راضی رہنا چاہیے۔ تقدیر میں بعض چیزیں معلّق بھی رہتی ہیں۔[2] مثلاً اِسکوٹر پر جائے گا تو ایکسیڈنٹ ہو گا، اِسکوٹر پر نہیں جائے گا تو نہیں ہو گا۔ یہ ”تقدیرِ معلّق“ کہلاتی ہے۔ اِس میں بھی اللہ پاک کو معلوم ہے کہ یہ اِسکوٹر پر جائے گا یا نہیں جائے گا، لیکن اُس کے معلوم ہونے نے اِسے اسکوٹر پر جانے یا نہ جانے کے لئے مجبور نہیں کیا۔ مثلاً دوا کی بوتل پر Expiry date لکھی ہوتی ہے، کمپنی والوں کو تجربے سے پتا ہوتا ہے کہ یہ دَوا کب تک کار آمد رہے گی، لیکن اُن کے Expiry date لکھنے سے وہ دَوا Expire ہونے پر مجبور نہیں ہوتی، اگر کمپنی والے نہیں بھی لکھتے تب بھی دَوا اُسی تاریخ کو Expire ہو جاتی، لہٰذا لکھنے اور نہ لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ اِسی طرح تقدیر میں بھی ایسا نہیں ہے کہ اللہ پاک نے لکھ دیا ہے، اِس لئے بندے کو کرنا پڑ رہا ہے، بلکہ بندہ جیسا کرنے والا تھا، اللہ پاک نے ویسا ہی اپنے علم سے لکھ دیا۔[3] اللہ پاک کو سب معلوم ہے، اُس سے کوئی چیز چُھپی ہوئی نہیں ہے۔

---

1. معجم کبیر، مسند ثوبان، ۲/۹۵، حدیث: ۱۴۲۳۔
2. بہار شریعت، ۱/۱۴، حصّہ: ۱۔
3. بہار شریعت، ۱/۱۸، حصّہ: ۱ ملخصاً۔

www.dawateislami.net

کیا گانے سُننے سے اَخلاق تباہ ہوتا ہے؟

سُوال: کیا گانے سُننے سے اَخلاقیات تباہ ہو جاتے ہیں؟

جواب: اِس میں شک کیا ہے؟ گانوں سے اَخلاق کیا، بعض اَوقات اِیمان بھی تباہ ہو جاتا ہے، کیونکہ گانوں میں کُفریہ اَشعار بھی ہوتے ہیں۔ کُفریہ نہیں بھی ہوں تو واہیات قسم کے، عاشقی معشوقی اور عشقِ مجازی والے بے حیائی سے بھرپور گندے گندے اَشعار ہوتے ہیں۔ اگر مُعاشرے سے فلمیں ڈرامے اور گانے ختم ہو جائیں تو پُورا نہیں تو آدھا مُعاشرہ صحیح ہو جائے۔ اِن چیزوں نے مُعاشرے کو تباہ کیا ہے اور جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا اور عشقِ مجازی کرنا سکھایا ہے۔ یہ چیزیں فحاشی، عُریانی اور بے حیائی کا درس دیتی ہیں، بلکہ اِن چیزوں سے لوگ دہشت گردی اور قتل وغارت گری سیکھ جاتے ہیں۔ بعض ڈاکوؤں کے ایسے انٹرویوز (Interviews) آپ کو ملیں گے جس میں وہ یہ بتائیں گے کہ فُلاں فلم دیکھ کر ہمیں یہ تحریک ملی اور ہم نے یہ کارنامہ کیا۔ بہرحال! یہ چیزیں تباہ کُن ہیں۔ اللہ کریم ہم مسلمانوں کو اِس مصیبت سے نجات بخشے۔ گانے باجوں سے سچّی توبہ کر لیجئے اور تلاوت و نعت شریف سُننے کا شوق پیدا کیجئے۔

خوف دُور کرنے کا رُوحانی عِلاج

سُوال: رات کو اچانک آنکھ کھلنے کے بعد بہت ڈر لگتا ہے، اِس صُورت میں کیا کیا جائے؟ (SMS کے ذریعے سُوال)

جواب: اگر ایسا ہو تو "یَا رَءُوۡفُ، یَا رَءُوۡفُ" پڑھتے رہیں، اِنۡ شَآءَ اللہ خوف دُور جائے گا۔

سچّائی میں عظمت ہے

سُوال: سچ کے متعلق کچھ اِرشاد فرمادیجئے، لوگ سچ کو اَہمیت نہیں دیتے۔

جواب: ایک جملہ ہے: "سانچ کو آنچ نہیں۔" جہالت اِتنی چھاگئی ہے کہ اب لوگ بولتے ہیں کہ "جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں ہے، جھوٹ نہیں بولیں گے تو فُلاں فُلاں کام نہیں ہوگا۔" حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ سچّائی کی زِندگی گزارنے والے گزراتے ہیں۔ سچّے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سچّے غُلام جن کے مَزارات پر آج چراغاں ہو رہا ہے، جن کا عُرس منایا جارہا ہے اور اِیصالِ ثواب کیا جارہا ہے، اُنہوں نے دُنیا میں سچّائی کے ساتھ زِندگی گزاری ہے، یہی وجہ ہے کہ آج اُن کی

موج لگی ہوئی ہے۔ قرآنِ کریم میں حکم ہے: ﴿ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾[1] (ترجمۂ کنزالایمان: اور سچوں کے ساتھ ہو)۔ یہ بڑی غَلَط سوچ ہے کہ ”سچائی کا زمانہ نہیں ہے، یا جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔“ دراصل ذہن خراب ہوچکا ہے، اِس لئے ایسی باتیں کی جاتی ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سچّائی میں عظمت ہے، جھوٹ میں کوئی عظمت نہیں ہے، بلکہ تباہی و بَربادی ہے، اِس لئے ہمیشہ سچ بولنا چاہیے۔ اَحادیثِ مُبارَکہ میں سچ کے فضائل موجود ہیں۔[2]

کاروبار میں جھوٹ بول کر بظاہِر ایسا لگتا ہے کہ نفع ہوگیا ہے، لیکن ہوسکتا ہے کہ یہی آنے والا نفع سکون چھین لے۔ آپ اگر مالداروں کے اندر جھانک کر دیکھیں گے تو آپ کو سکھی لوگ کم ملیں گے۔ یہ اچھے کپڑے پہن کر آپ کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں، مگر اندرونی طور پر ایک تعداد ٹوٹی ہوئی ہوتی ہے۔ کسی کو کوئی ٹینشن تو کسی کو کوئی۔ ضروری نہیں کہ یہ سب جھوٹ بولنے کی وجہ سے ہی ہوا ہو، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اِس دور میں جھوٹ بولے بغیر زیادہ دولت جمع کرلینا بڑا دشوار ہے۔ مَزید یہ کہ تِجارت کے مسائل بھی پتا نہیں ہوتے، یوں بھی گُناہوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اگر جھوٹ بول کر مال بِک بھی گیا تو اُس میں بَرَکت اور بھلائی نہیں ہوگی۔ کبھی بیماری میں چلے جائیں گے یا کبھی ڈاکو اُٹھا کر لے جائیں گے۔ اگر کسی کے ساتھ ایسا ہو تو اِس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مال حَرام کا تھا، میں ایک جنرل بات کر رہا ہوں۔ جھوٹ بول کر زیادہ مال آ بھی جائے تو اُس میں بَرَکت اور سُکون نہیں ہوتا۔ جو غریب آدمی صابِر اور شاکِر ہوگا وہ آپ کو پُرسُکون ملے گا، اُس کی دُنیا بھی پُرسُکون ہوتی ہے، کیونکہ اُسے فُٹ پاتھ پر بھی نیند آجاتی ہے اور اُسے اغوا ہونے یا ڈکیتی ہونے کا بھی خوف نہیں ہوتا، کیونکہ اُس کے پاس اِتنا مال ہی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اُسے خطرہ ہو۔ اور ایسا غریب حدیثِ پاک کے مُطابِق مالدار لوگوں سے 500 سال پہلے جنّت میں بھی چلا جائے گا۔[3] مالدار اِس لئے رُکا رہے گا کہ اُس نے اپنے مال کا حساب دینا ہوگا اور اگر مال حَرام کا ہوگا تو پھر عذاب بھی ہوگا۔ جو غریب آدمی گِلے شِکوے کرتا ہے یا دُوسروں کے مال پر نظر رکھتا ہے اُس کے لئے یہ فضیلت نہیں ہے۔[4]

---

1. ......پ۱۱، التوبۃ: ۱۱۹۔
2. ......بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالٰی: یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ...الخ، ۴/۱۲۵، حدیث: ۶۰۹۴۔
3. ......ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء ان الفقراء المھاجرین...الخ، ۴/۱۵۷، حدیث: ۲۳۵۸۔
4. ......شرح صحیح البخاری لابن بطّال، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر، ۱۰/۱۷۳ ماخوذاً۔

www.dawateislami.net

بَہَر حال! جھوٹ بول کر وقتی طور پر نجات مِل بھی جائے، تب بھی جھوٹے شخص کا اِعتماد ختم ہو جاتا ہے، آہستہ آہستہ لوگوں کو پتا چل جاتا ہے کہ اِس کی زبان کا ٹھکانا نہیں ہے اور پھر وہ لوگوں میں بدنام ہو جاتا ہے۔ بعد میں سچ بھی بولتا ہے تو لوگ اُس کی بات کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ”ایک چرواہا بکریاں چَراتا تھا، ایک بار اُسے مستی سُوجھی اور اُس نے جنگل میں ایک اُونچے ٹیلے پر چڑھ کر چیخنا شروع کر دیا کہ ”شیر آگیا، شیر آگیا۔“ قریبی آبادی کے لوگ ڈنڈے، بھالے اور جو ہاتھ آیا لے کر دوڑے، لیکن جب پہنچے تو چرواہا کھڑا ہنس رہا تھا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ ایک بار سچ مچ شیر آگیا۔ چرواہا پھر ٹیلے پر چڑھا اور چیخنے لگا: ”شیر آگیا، شیر آگیا“ لوگوں نے سُنا تو بولا کہ جھوٹ بول رہا ہے، اِس کا کیا بھروسہ! بعد میں جب لوگوں کا وہاں سے گزر ہوا تو دیکھا کہ شیر نے اُس کو چیر پھاڑ دیا تھا اور اُس کی بکریاں بھی بھاگ گئی تھیں، یا اُس کی بکریوں کو شیر نے کھا لیا تھا اور چرواہا زِندہ تھا، اُس نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ کیوں نہیں آئے؟ لوگوں نے کہا کہ پہلے تم نے جھوٹ بولا تھا، اِس لئے ہم سمجھے کہ اب بھی جھوٹ بول رہے ہو۔“ یُوں اس کے جھوٹ کی وجہ سے اُسے نقصان ہوا۔ جھوٹ میں دونوں جہاں کا نقصان ہے اور اِس کا ایک سے ایک عذاب ہے۔[1]

کیا چور کو عذابِ قبر ہو گا؟

سُوال: کیا چور کو قبر میں بھی عذاب ہو گا؟[2]

جواب: جی ہاں! تابعی بزرگ حضرتِ سَیِّدُنا اِمام مَسروق رَحمۃُ اللهِ عَلَیْه کا فرمان ہے: جو چوری کرے گا، یا بدکاری کرے گا، یا شراب پئے گا، مَرنے کے بعد قبر میں اُس پر دو سانپ مسلط کر دیئے جائیں گے جو اُس کا گوشت نوچیں گے۔[3] اللہ کریم

1 ......بخاری، کتاب الادب، باب قول الله تعالٰی: یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا الله وکونوا مع الصدقین... إلخ، ۴/۱۲۵، حدیث: ۶۰۹۴۔

2 ......یہ سُوال شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔(شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت)

3 ......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، بشری المؤمن وانذار الکافر، ۵/۴۷۶، حدیث: ۲۵۷۔ تین فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم: (1) اللہ پاک چور پر لعنت فرمائے جو رَسّی چُراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔(بخاری، کتاب الحدود، باب لعن السارق اذا لم یسم، ۴/۳۳۰، حدیث: ۶۷۸۳) (2) زانی زِنا کرتے وقت مؤمن نہیں ہوتا اور چور چوری کرتے وقت مؤمن نہیں ہوتا۔(بخاری، کتاب الحدود، باب السارق حین یسرق، ۴/۳۳۰، حدیث: ۶۷۸۲) (3) جس نے کسی کا تھوڑا سا مال بھی چُرایا وہ قِیامت کے روز اِس حال میں آئے گا کہ اُس کی گردن میں آگ کے طوق (ہار) لٹکے ہوں گے۔(قرۃ العیون، الباب الخامس فی عقوبۃ آکل الربا، ص ۳۹۲)

www.dawateislami.net

ہم سب کو گناہوں سے بچائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا دُکان پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے؟

سُوال: کیا جس دُکان پر ہم کاروبار کرتے ہیں اُس کی بھی زکوٰۃ دینی ہوگی؟ (SMS کے ذریعے سُوال)

جواب: دُکان اور اُس کے اَوزار، جیسے ترازو، وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔[1] البتّہ اگر کاروبار ہی اَوزار کا ہے تو اب اُس پر بھی شرائط پائی جانے کی صورت میں زکوٰۃ ہوگی۔[2] مالِ تجارت اور کرنسی پر جب شرائط پُوری ہو جائیں تو سالانہ ڈھائی فیصد زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔[3]

جان کا صدقہ کس چیز سے دینا بہتر ہے؟

سُوال: لوگ مختلف چیزوں کا صدقہ دیتے ہیں، اگر جان کا صدقہ دینا ہو تو کس چیز سے دینا بہتر ہے؟[4]

جواب: جان کا صدقہ دینا ہو تو جانور کی جان کا صدقہ دیا جائے۔ مثلاً کوئی سَفَر پر جا رہا ہے تو اُس کے زندہ سَلامت لوٹ کر آنے کے لئے یا کوئی مَریض ہے تو اُس کے تندرست ہونے کے لئے کوئی مُرغی وغیرہ حَلال جانور ذَبح کر دیا جائے، یا کسی کو زندہ دے دیا جائے کہ اِسے ذَبح کر دینا۔ لیکن اِس میں رِسک فیکٹر یہ ہے کہ ہو سکتا ہے جسے زندہ دیں وہ اُسے ذَبح کرنے کے بجائے آگے بیچ دے۔ مثلاً کسی راہ چلتے فقیر کو مُرغی دے دی، اب وہ پکائے کہاں!؟ اِس لئے وہ جا کر بیچ دے گا، یہی حال بکروں کا بھی ہوتا ہے۔ اِس لئے خود اپنے سامنے کاٹیں یا کسی قابلِ اِعتماد آدمی کو دیں جو بولے کہ ہم کاٹ دیں گے۔ یہ ایک بہتر صورت بتائی ہے، باقی اگر کسی کو زندہ دیا اور اس نے آگے بیچ دیا تو یہ جائز ہے اور خیرات کہلائے گی۔ میری زیادہ تر کوشش ہوتی ہے کہ نفلی صدقے کے لئے لفظ "خیرات" بولوں۔ عَرَبی میں "خیرات" خیر کی جمع ہے۔ اُردو میں راہِ خُدا میں کوئی چیز دینا خیرات کہلاتا ہے۔ صدقہ کا معنٰی بہت وسیع ہے۔ مسلمان کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔[5]

---

1 ......ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ۳/۲۱۷-۲۱۳ ملتقطاً۔

2 ......درمختار مع ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ۳/۲۷۱-۲۷۰ ملخصاً۔

3 ......درمختار مع ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ۳/۲۱۵۔ فتاویٰ امجدیہ، ۱/۳۷۸۔

4 ......یہ سُوال شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت)

5 ......ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی صنائع المعروف، ۳/۳۸۴، حدیث: ۱۹۶۳۔

www.dawateislami.net

راستے سے کوئی تکلیف دِہ چیز مثلاً پتّھر اور کانٹا وغیرہ ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔[1]

دِینی طبقے کا دُنیاوی طبقے پر رشک کرنا کیسا؟

سُوال: بعض اَوقات دینی طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو دُنیاوی لوگوں کا رکھ رکھاؤ دیکھ کر رشک آتا ہے، ایسی صُورت میں کیا کرنا چاہیے؟[2]

جواب: اگر کوئی عالِم یا حافِظ صاحب یہ سوچیں کہ ”میں نے علم حاصل کیا ہے، اِس کے اِتنے اِتنے فضائل اور مرتبے ہیں، لیکن میری اِمامت ہے اور تنخواہ اِتنی سی ہے، جبکہ فُلاں شخص سُودی اِدارے میں کام کرتا ہے، نہ اُس کی داڑھی ہے، نہ لباس اِسلامی ہے اور نہ ہی اُس کے پاس علمِ دین ہے، اُس کی تو اِتنی ساری تنخواہ ہے۔“ تو اُنہیں یہ کہا جائے کہ ”ٹھیک ہے، آپ کو بڑی سَروِس دِلا دیتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ آپ کو علمِ دین بھلا دیا جائے گا، حفظِ قرآن بھی ختم کر دیا جائے گا، پھر آپ حافِظ صاحب نہیں رہیں گے، آپ حضرت مولانا دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نہیں رہیں گے، بلکہ Mister کہلائیں گے۔ کیا آپ کو منظور ہے؟“ ظاہِر ہے وہ یہ سب سُن کر اِنکار کر دے گا کہ ”نہیں، یہ نادانی ہے۔“ علمِ دین اور حفظِ قرآن کی قدر ہے، اصل مالدار آپ ہیں۔ اُس کے پاس جو دُنیاوی ڈِگریاں ہیں وہ قبر میں کام نہیں آئیں گی، جبکہ آپ کی علمِ دین اور حفظِ قرآن کی ڈِگری قبر و آخرت میں کام آئے گی۔ آپ اپنا گندم کا چھوٹا دانہ دیکھ کر یہ بات کر رہے ہیں، حالانکہ سامنے جو خوبصورتی نظر آ رہی ہے وہ بُلبُلہ ہے، اُس کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے تو پھٹ جائے گا۔ جبکہ آپ کا گندم کا اِتنا سا دانہ آپ کی جان اور اِیمان بچائے گا۔ یہ گندم کا دانہ آپ کا سرمایہ ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو بعض اَوقات فَقر، اِنسان کو کُفر تک لے جاتا ہے۔

کام پُورا ہوتے ہوتے کیوں رہ جاتا ہے؟

سُوال: کام پُورا ہوتے ہوتے رہ جانے کی کیا وجہ ہوتی ہے؟ (SMS کے ذریعے سُوال)

جواب: اَصل وجہ اللہ پاک جانے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کام ہوتے ہوتے اِس لئے رہ جاتا ہے کہ وہ کام نہ ہونے میں اُس

---

1 ......ترمذی، کتاب البر و الصلة، باب ما جاء فی صنائع المعروف، ۳/۳۸۴، حدیث: ۱۹۶۳۔

2 ......یہ سُوال شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔(شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت)

www.dawateislami.net

کی بھلائی ہوتی ہے۔ مثلاً اِسکوٹر بننے کے لئے دی تھی اور بہت ضروری کام سے کہیں جانا تھا۔ جب بنانے والے کے پاس گئے تو اُس نے بولا کہ ”کل مِلے گی، ایک پُرزہ مجھے مِلا نہیں، کل بڑی مارکیٹ جاؤں گا، وہاں سے لاؤں گا“ اب بندہ پیچ و تاب کھاتا ہوا اور بڑبڑاتا ہوا بس میں بیٹھ کر چلا گیا۔ اب اِس میں بہتری کی صُورت یہ ہے کہ ہو سکتا ہے ”تقدیرِ معلّق“ یہ ہو کہ اگر یہ اِسکوٹر پر بیٹھ کر جائے گا تو ٹرک ٹکّر مارے گا، اِس کا سَر فُٹ پاتھ سے ٹکرائے گا اور یہ قومے میں چلا جائے گا یا مَر جائے گا۔ یہ سمجھانے کے لئے ایک مثال ہے کہ ہمارے حق میں کیا بہتر ہے؟ ہمیں نہیں پتا ہوتا، اِس لئے اللہ پاک کی رِضا پر راضی رہے۔ اللہ پاک جو کرتا ہے صحیح کرتا ہے۔ اِس حوالے سے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”عُیُوْنُ الْحِکَایَات“[1] میں گدھے، مُرغ اور کتّے کی ایک طویل حکایت[2] موجود ہے۔

---

1 ...... ”عیون الحکایات“ چھٹی سن ہجری کے بزرگ امام ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمن ابن جوزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عربی تالیف ہے جس میں جگہ جگہ بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے خوفِ خدا و عشقِ مصطفےٰ، عبادت وریاضت، زہد و ورع، شرم و حیا، سخاوت و شجاعت، شوقِ شہادت، صبر و استقامت، باہمی شفقت ومحبت، ادب و تعظیم، اور جذبہ اِحیاء دین پر مشتمل واقعات اپنی خوشبوئیں لٹارہے ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ دعوتِ اسلامی کے خالص علمی و تحقیقی ادارے اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کے مدنی علمانے دو جلدوں میں کیا ہے، یہ کتاب مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کی جاسکتی ہے۔

2 ...... ایک نیک شخص کسی جنگل میں رہا کرتا تھا، اُس مَردِ صالح کے پاس ایک مُرغ، ایک گدھا اور ایک کتّا تھا، مُرغ صبح سویرے اُسے نماز کے لئے جگاتا، گدھے پر وہ پانی اور دیگر سامان لاد کر لاتا اور کتّا اُس کے مال ومتاع اور دیگر چیزوں کی رکھوالی کرتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اُس کے مُرغ کو ایک لومڑی کھا گئی، جب اُس نیک شخص کو معلوم ہوا تو اُس نے کہا: میرے لئے اِس میں بہتری ہو گی، لیکن گھر والے اس سے بہت پریشان ہوئے کہ ہمارا نقصان ہو گیا۔ چند دن کے بعد ایک بھیڑیا آیا اور اُس نے اُن کے گدھے کو چیر پھاڑ ڈالا، جب گھر والوں کو اِس کی اطلاع ملی تو وہ بہت غمگین ہوئے اور آہ وزاری کرنے لگے کہ ہمارا بہت بڑا نقصان ہو گیا، لیکن اس نیک شخص نے کوئی بے صبری والے جملے زبان سے نہ نکالے بلکہ کہا کہ اس گدھے کے مر جانے ہی میں ہماری عافیت ہو گی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد کُتّے کو بھی بیماری نے آلیا اور وہ بھی مر گیا، لیکن اُس صابِر وشاکر شخص نے پھر بھی بے صبری اور ناشکری کا مُظاہرہ نہ کیا، بلکہ وہی اَلفاظ دہرائے کہ ہمارے لئے اِس کے ہلاک ہو جانے میں ہی عافیت ہو گی۔ وقت گزرتا رہا، کچھ دنوں کے بعد دشمنوں نے رات کو اُس جنگل کی آبادی پر حملہ کیا اور اُن تمام لوگوں کو پکڑ کر لے گئے جو اُس جنگل میں رہتے تھے، ان سب کی قید کا سبب یہ بنا کہ اُن کے پاس جانور وغیرہ موجود تھے جن کی آواز سُن کر دشمن متوجہ ہو گیا اور دشمنوں نے جانوروں کی آواز سے اُن کی رِہائش کی جگہ معلوم کر لی، پھر ان سب کو اُن کے مال واَسباب سمیت قید کر کے لے گئے۔ لیکن وہ نیک شخص اور اُس کا سازو سامان سب بِالکُل محفوظ رہا، کیونکہ اُس کے پاس کوئی جانور ہی نہ تھا جس کی آواز سن کر دشمن اس کے گھر کی طرف آتے۔ اب اس نیک مرد کا یقین اِس بات پر مزید پختہ ہو گیا کہ اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔

(عیون الحکایات، الحکایۃ المائۃ فی قضاء اللہ الخیر، ص ۱۲۱۔ عیون الحکایات (مترجم)، حصّہ اوّل، ص ۱۸۷)

www.dawateislami.net

اگر کوئی کام نہیں ہوتا تو کوئی بات نہیں، آج نہیں تو کل ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے اُس کام کے نہ ہونے میں ہی کوئی حکمت ہو۔ مثلاً اگر ہم دولت مند نہیں بن رہے تو ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے اچھا ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اگر دولت مند بن جائیں تو ناشکرے بندے بن جائیں کہ مال ہو تو گناہوں کے اَسباب بہت مل جاتے ہیں۔ اگر مال نہیں ہو گا تو گُناہوں والی چیزیں خریدنا بھی مشکل ہو گا اور یُوں آدمی گُناہوں سے بچ جائے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دولت مند بننے کے بعد غریبوں کو حَقارت سے دیکھنے لگیں اور تکبّر میں پڑ جائیں، اِس لئے اگر مال نہیں ہے تو اچھا ہے کہ بندہ تکبّر کی مصیبت سے بچا ہوا ہے۔ ہمارے پاس جو بھی کمی ہے اُس کمی پر بھی اللہ پاک کا شکر اَدا کریں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اُس کمی کی وجہ سے ہم آزمائش سے محفوظ ہوں۔ حُسن بھی ایک آزمائش ہوتی ہے۔ اگر حُسن نہ ہو تو بعض اَوقات آدمی کُڑھتا ہے اور ایسا عورتوں میں زیادہ ہوتا ہو گا۔ لیکن ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ بعض لڑکیاں اپنے حُسن کی وجہ سے اغوا ہو جاتی ہیں یا مصیبت میں پڑ جاتی ہیں، اِس لئے اگر کسی کے پاس حُسن نہیں ہے تو یہ بھی اُس کے لئے عافیت کی صورت ہو سکتی ہے۔ اللہ پاک نے جس حال میں رکھا ہے، بندے کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ یا اللہ! تیری حکمت میں نہیں سمجھ سکتا۔ بس یہ دُعا کریں: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ یعنی اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے عافیت یعنی سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔

صرف بچّے کے لئے مَدَنی چینل On رکھنا کیسا؟

سُوال: یہ آپ کے پوتے مَدَنی چینل دیکھ رہے ہیں، یہ اِرشاد فرمایئے کہ اِس طرح بچّے کے لئے مَدَنی چینل On رکھنا جبکہ کوئی دُوسرا نہ دیکھ رہا ہو، کیا یہ دُرُست ہے؟ (ویڈیو دکھا کر کیا گیا سُوال)

جواب: اِس ویڈیو میں یہ قرینہ موجود ہے کہ بچّے کے علاوہ کوئی اور بھی مَدَنی چینل دیکھ رہا ہے، ورنہ یہ سُوال پیدا ہو گا کہ یہ Movie کیسے بنی؟ اگر صرف بچّہ مَدَنی چینل دیکھ رہا ہے تب بھی مَدَنی چینل On رکھنے میں کوئی حَرَج نہیں ہے، کیونکہ مَدَنی چینل پر اللہ و رسول کا ذِکر ہو رہا ہوتا ہے جس کی آواز بچّے کے کان میں جائے گی، اور یہ نفع اُٹھانے کی صورت ہے، اِس لئے یہ اِسراف نہیں کہلائے گا۔ ویڈیو میں بچّہ مَدَنی چینل کا سلسلہ "ذِہنی آزمائش" دیکھ رہا ہے اور ذِہنی آزمائش بچّوں میں بہت زیادہ

www.dawateislami.net

مقبول ہے، کیونکہ یہ سلسلہ اور اِس سلسلے کے میزبان، رُکنِ شوریٰ حاجی عبد الحبیب کا انداز بہت دلچسپ ہوتا ہے اور بچّوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کو بھی مزہ آتا ہے۔ اِس سلسلے میں دینی معلومات اور نیکی کی باتیں ہوتی ہیں۔ اللہ پاک نظرِ بد سے بچائے۔

عمامہ شریف کے کتنے شِملے ہونے چاہئیں؟

سُوال: عمامہ شریف کے کتنے شِملے ہونا چاہئیں؟ (چھوٹے بچّے کا سُوال)

جواب: پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زیادہ تر عمامہ شریف کا ایک شِملہ رکھا ہے،(1) لیکن ایک مرتبہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی صحابی کے سر پر اپنے مبارک ہاتھوں سے عمامہ شریف سجایا تو اس کے دو شِملے چھوڑے۔(2) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں کبھی کبھی سنّت کی نیّت سے عمامہ شریف کے دو شِملے بھی رکھتا ہوں۔(3)

بچّوں کو بھی دوسروں کو سَلام کرنا چاہیے

سُوال: بعض بچّے سَلام کرنے میں شرماتے ہیں، ہمیں کس کس کو سَلام کرنا چاہیے؟ (چھوٹا بچّہ سیّد محمد عبّاس عطّاری)

جواب: بچّوں کو بھی سلام کرنا چاہیے، تاکہ عادت پڑے۔ جو بھی بڑے ہیں، جیسے امّی، ابّو، باجی، بھائی چاچو، انکل، آنٹی اور پڑوس میں رہنے والے بلکہ جو بھی مسلمان ہیں اُنہیں آمنا سامنا ہونے پر یا موقع ملنے پر سلام کرنا چاہیے۔ کوئی گھر آئے تو سلام کریں، کسی کے گھر جائیں تو سَلام کریں۔ ابھی سے عادت ڈالیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ آگے چل کر یہ عادت کام آئے گی۔

بغیر اِجازت ابّو کی بائیک چلانا کیسا؟

سُوال: بعض بچّے بغیر پوچھے اپنے ابّو کی بائیک چلاتے ہیں اور خاموشی سے آکر کھڑی کر دیتے ہیں، ایسا کرنا کیسا؟

(محمد طلحہ عطاری۔ طالبِ علم شعبۂ حفظ مدرسۃ المدینہ عزیز آباد، کراچی)

---

(1) ترمذی، کتاب اللباس، باب فی سدل العمامۃ بین الکتفین، ۳/۲۸٦، حدیث: ۱۷۴۲۔

(2) ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی العمائم، ۴/۷۷، حدیث: ۴۰۷۹۔

(3) فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۲۰۰۔

www.dawateislami.net

جواب: اِس میں تین غلطیاں سامنے آرہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ابّو کی اجازت کے بغیر بائیک لی، ظاہر ہے کہ اِس میں اُن کی رِضا مندی نہیں ہوگی اور اُنہیں پتا چلے گا تو ناراض بھی ہوں گے۔ دوسری غلطی یہ کی کہ بغیر لائسنس گاڑی چلائی، جبکہ تیسری غلطی یہ کی کہ چھوٹی عُمر میں گاڑی چلائی، کیونکہ 18 سال سے کم عُمر بچّوں کو گاڑی چَلانا منع ہے، ایکسیڈنٹ کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے اور 18 سال سے کم عُمر بچّوں کا لائسنس بھی نہیں بنتا۔ بغیر اِجازت اور وہ بھی چھوٹی عُمر میں گاڑی نہیں چلانی چاہیے، کیونکہ اِس میں جان کا خطرہ بھی ہے اور گاڑی بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوسکتی ہے جس میں ابّو کا نقصان ہے۔ اگر کسی کو ٹکّر ماردی یا کسی کا نقصان کردیا تو پھر کیس ہوجائے گا اور کراچی میں تو بچّوں کی بھی جیل ہے، ایسا کرنے پر بچّہ چھوٹ کر نہیں جاسکے گا اور اُسے جیل میں ڈال دیا جائے گا، پھر امّی، ابّو اور خاندان والے الگ پریشان ہوں گے، رونے دھونے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور جیل سے جانے نہیں دیا جائے گا۔ اِن سب چیزوں میں نہ جانے کتنا پیسا بھی خرچ ہوجائے گا، اِس لئے خوب احتیاط کرنی ہے اور ملک و شریعت کا قانون بھی نہیں چھوڑنا۔

❁❁❁

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
9	کیا چور کو عذاب قبر ہوگا؟	1	دُرُود شریف کی فضیلت
10	کیا دُکان پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے؟	1	اپنی مصیبت دوسرے کو بتانا کیسا؟
10	جان کا صدقہ کس چیز سے دینا بہتر ہے؟	3	بِلا ضرورت تکلیف کا اِظہار نہ کیجئے
11	دِینی طبقے کا دُنیاوی طبقے پر رشک کرنا کیسا؟	4	کیا سیلفی لیتے ہوئے مرنا خودکشی ہے؟
11	کام پُورا ہوتے ہوتے کیوں رہ جاتا ہے؟	5	اچھا شگون لینا کیسا؟
13	صرف بچّے کے لئے مَدَنی چینل On رکھنا کیسا؟	5	تقدیر میں سب لکھا ہے تو محنت کیوں؟
14	عمامہ شریف کے کتنے شملے ہونے چاہئیں؟	7	کیا گانے سُننے سے اَخلاق تباہ ہوتا ہے؟
14	بچّوں کو بھی دوسروں کو سَلام کرنا چاہیے	7	خوف دُور کرنے کا رُوحانی عِلاج
14	بغیر اِجازت ابّو کی بائیک چلانا کیسا؟	7	سچّائی میں عظمت ہے

www.dawateislami.net

ماخذ ومَراجع

قرآنِ مجید	کلامِ الٰہی	****
کتاب کانام	مصنف / مؤلف / متوفٰی	مطبوعات
تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	مکتبہ اسلامیہ لاہور
بخاری	امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۹ھ
ابوداؤد	امام ابوداود سلیمان بن الاشعث الازدی سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ
ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
مسند امام احمد	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
معجم کبیر	ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۲ھ
فردوس الاخبار	شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
شرح صحیح البخاری لابن بطال	ابو الحسن علی بن خلف بن عبد المالک، متوفی ۴۴۹ھ	مکتبة الرشید الریاض
درمختار	علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفة بیروت ۱۴۲۰ھ
ردالمحتار	سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفة بیروت ۱۴۲۰ھ
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن لاہور ۱۴۲۷ھ
بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
موسوعة الامام ابن ابی الدنیا	حافظ ابوبکر عبد اللہ بن محمد قرشی، متوفی ۲۸۱ھ	المکتبة العصریة بیروت ۱۴۲۶ھ
قرة العیون	امام ابو اللیث سمرقندی، متوفی ۳۷۳ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۱۶ھ
احیاء العلوم	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت ۱۴۲۰ھ
احیاء العلوم (مترجم)	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۳ھ
عیون الحکایات	جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۴ھ
عیون الحکایات (مترجم)	جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
الاستیعاب فی معرفة الاصحاب	ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر القرطبی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۲ھ

❁❁❁

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کے لیے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لیے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ ”**غورِ فکر**“ کے ذریعے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَآءَ اللہ۔ اپنی اصلاح کے لیے ”**مَدَنی انعامات**“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”**مَدَنی قافلوں**“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ۔

ISBN 978-969-631-642-8
0125728

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net